بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

ٹیلیفون نمبر ۷

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۵

روزنامہ

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی | یوم جمعہ | قیمت ایک آنہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینجر الفضل ہو

جلد ۳۰ | ۱۶ ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش | ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ | ۱۶ ماہ جنوری ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۶ ½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو پیچش کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو پسلی میں درد کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

آج دوپہر حضرت مولوی شیر علی صاحب نے اپنے لڑکے مولوی عبدالرحیم صاحب مولوی فاضل کی دعوت ولیمہ دی۔ جس میں تین سو کے قریب اصحاب مدعو تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی اور دعا کی۔ ہم اس تقریب پر حضرت مولوی شیر علی اور ان کے خاندان کے دیگر اصحاب کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے بابرکت بنائے۔

آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب ۱۶ جنوری بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں مجلس ارشاد کے زیر انتظام بصدارت حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہندوستان کے موجودہ آئین کے متعلق اردو میں تقریر فرمائیں گے۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ ہر مذہب و ملت کے شرفا کو اس لیکچر کے سننے کی دعوت دی جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

نہایت اہم امور کے متعلق ارشادات

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

(۲)

(۶) تفسیر کبیر

تفسیر کبیر جو چھپوائی گئی تھی۔ وہ ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ اب تو ہم بیرونی مشنوں کے لئے بعض جماعتوں سے اس کے نسخے خرید رہے ہیں۔ کچھ حیدرآباد سے خریدے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کے معتدبہ حصہ نے اس کی اشاعت میں حصہ نہیں لیا۔ اس کی اشاعت میں غیر احمدیوں کا بھی کافی حصہ ہے تین ہزار میں سے پانسو سے کچھ زائد غیر احمدیوں نے خریدی ہے۔ اور باقی اڑھائی ہزار احباب جماعت نے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کے دوستوں نے اس کی اشاعت کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ ہمارے دو سو سے اوپر طلباء لاہور کے کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ انہیں جس طرح کا خرچ ملتا ہے اور جس طرح وہ گزارہ کرتے ہیں۔ وہ مجھے خوب معلوم ہے۔ کیونکہ میرے لڑکے بھی کالج میں پڑھتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ ان میں سے ہر ایک اس قابل تھا۔ کہ ذرا قربانی کرکے تفسیر خرید سکتا۔ اگر

لاہور کے کالجوں کے احمدی طلباء

ہی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے۔ تو دو سو نسخے خرید سکتے تھے۔ اور اگر

پنجاب کے سارے احمدی طلباء

توجہ کرتے۔ تو صرف کالج کے طالب علموں میں ہی تین چار سو نسخے فروخت ہونے چاہئیں تھے۔ اور اگر سکولوں کے سینیئر طلباء کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو ایک ہزار نسخے طلباء میں فروخت ہونے چاہئیں تھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی جو نوجوان انگریزی علوم اور مغربی فلسفہ پڑھتے ہیں۔ ان کے لئے تو قرآن کریم کا سیکھنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ مغرب کے لغو فلسفے کی کتابیں تو عقل کو مار دینے والا زہر ہے۔ اور اس کا تریاق قرآن کریم ہے اور جو لوگ اسے پڑھتے لیکن قرآن کریم سیکھنے سے غفلت کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص زہر تو کھائے۔ مگر تریاق کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور جو والدین اپنے بچوں کے لئے تریاق کا انتظام نہیں کرتے۔ وہ بھی سخت غفلت کرتے ہیں۔ کیا عجیب بات ہے کہ دنیوی کتابوں کا سوال ہو۔ تو وہ سو سو روپیہ بھی صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن دین کا سوال ہو تو کہتے ہیں کہ چھ روپیہ قیمت بہت زیادہ ہے میرے لڑکے کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ کالجوں کے طلباء کی کتابوں پر بعض جماعتوں میں سو سو روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اور دنیوی کتابوں پر اتنے روپیہ خرچ کرنے کے بعد جو لوگ چھ روپیہ قرآن کریم پر خرچ نہیں کرنا چاہتے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ ان کا ایمان ناقص ہے

ہر احمدی باپ کا فرض

تھا۔ کہ اپنی اولاد کے لئے تفسیر کبیر خریدتا۔ میں نے خود اپنی ہر لڑکی اور ہر لڑکے سے دریافت کیا۔ کہ کیا انہوں نے تفسیر خریدی ہے یا نہیں۔ اور جب تک ان سب نے نہیں خریدی مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ میں نے تو خود سب سے پہلے اسے خریدا۔ اور حق تصنیف کے طور پر اس کا ایک بھی نسخہ لینا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ میں اس پر اپنا کوئی حق نہ سمجھتا تھا۔ میں نے سوچا۔ کہ مجھے علم خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ وقت بھی اسی نے دیا ہے۔ اور اسی کی توفیق سے میں یہ کام کرنے کے قابل ہوا۔ پھر میرا اس پر کیا حق ہے۔ اور میرے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ خود بھی اسے اسی طرح خریدوں جس طرح دوسرے لوگ خریدتے ہیں۔ پس ہر ماں باپ کا فرض تھا۔ کہ اپنی اولاد جو اسے پڑھنے کے قابل تھی۔ دریافت کرتا۔ کہ اس نے اسے خریدا ہے یا نہیں۔ اور جس نے نہ خریدا ہوتا۔ اس پر اظہار ناراضگی کرتا۔ کہ تم زہر کھاتے ہو۔ مگر اس کے تریاق سے غافل ہو۔ پھر مجھے یہ بھی افسوس ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے شہروں کی جماعتوں نے بھی اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ میں

تمام جماعتوں کی خریداری کی فہرست

سنا دیتا ہوں۔ اس سے احباب اندازہ کر سکیں گے کہ کس کس نے اس کی اشاعت کی طرف توجہ کی ہے۔ ضلع گورداسپور ۶۰۷۔ اس میں سے قادیان میں ۵۷۲ اور باقی ضلع میں ۳۵ فروخت ہوئیں اور یہ کوئی خوشی کا مقام نہیں۔ قادیان میں ایسے تعلیم یافتہ احمدی مردوں کی تعداد جو اسے خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ قریباً ایک ہزار ہے اور تعلیم یافتہ عورت مرد ملا کر ۱۵۰۰ کے قریب ایسے لوگ ہیں۔ جو اسے خرید سکتے تھے۔ مگر انہوں نے خریدی نہیں۔ اور یہ جو تعداد ۵۷۲ ہے یہ بھی ساری قادیان کے دوستوں نے نہیں خریدی بلکہ اس میں اڑھائی تین سو وہ تعداد ہے۔ جو کمیشن ایجنٹوں نے خرید کر جلسہ سالانہ کے ایام میں فروخت کی۔ اور اس حساب سے قادیان میں تین سو کے قریب ہی بکی ہے۔

ضلع گورداسپور میں ۳۵ جلدیں

فروخت ہوئی ہیں۔ اور اس ضلع میں تعلیم کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بعض دوسرے ضلعوں کی نسبت سے اچھی تعداد ہے۔

دہلی ۵۲

یہ بہت ہی کم ہے۔ اتنے تو وہاں احمدی ہی ایسے ہوں گے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔ جو خرید سکتے تھے۔ میرے خیال میں کم سے کم ساٹھ ستر وہاں کے احمدیوں میں بکنی چاہئیں تھیں۔ اور کم سے کم اتنی ہی غیر احمدیوں میں۔ پس میں جماعت دہلی کے کام کو اچھا نہیں سمجھتا۔

امرتسر ۴۶

یہ جماعت عام طور پر غرباء کی جماعت ہے۔ اور گو شہر کے لحاظ سے زیادہ چاہیئے لیکن جماعت کی حالت کے لحاظ سے یہ تعداد ایسی بری نہیں۔

لائل پور ۵۱

دہلی لائل پور کی نسبت چار یا پانچ گنا بڑا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت دہلی نے غفلت کی ہے۔

ملتان ۴۹

شہر اور جماعت کی حالت کے لحاظ سے یہ کام اچھا ہے۔ شیخوپورہ ۲۰ ڈیرہ غازیخاں ۲۷۔ سرگودھا ۳۵۔ گجرات ۳۷

سیالکوٹ ۲۷

سیالکوٹ کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ وہاں کی جماعت میں قریباً چھ سو مرد چندہ دینے والے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے وہاں نہ جماعت کے اندر فروخت کی کوشش کی گئی ہے۔ اور نہ باہر ہاں ایک اور آرڈر بھی سیالکوٹ کی طرف سے آیا تھا۔ اور چونکہ وہ چودہری سر ظفر اللہ خان صاحب کی معرفت آیا تھا۔ اس لئے شاید سیالکوٹ کی طرف منسوب نہیں ہو سکا۔ اسے بھی اگر شامل کر لیا جائے۔ تو یہ تعداد کم نہیں رہتی۔

گوجرانوالہ ۱۹

یہ بھی بہت کم ہے۔ شہر میں وہاں اچھے تعلیم یافتہ احمدی ہیں۔ اور ارد گرد بھی اچھے تعلیم یافتہ زمیندار ہیں۔ جہلم ۸ انبالہ ۷، جالندھر ۳۔ جھنگ ۷۔ میانوالی ۴۔ فیروزپور ۲۰۔ گوڑگانواں ۸۔ رہتک ۱۔ حصار ۲۔ ریاست کپورتھلہ ۱۔ مالیر کوٹلہ ۲۔ شملہ ۲۔ جے پور ۳ جودھپور ۳

حیدرآباد سکندرآباد ۱۴۱ ۲۔

مگر میرا خیال ہے یہ تعداد ۳۱۰ ہے۔ معلوم نہیں دفتر نے کس طرح غلط رپورٹ کی ہے صوبہ سرحد ۷۶۔ مدراس ۲۔ بہار ۲۳۔ بمبئی ۴۔ یو۔ پی ۱۱۔ رام پور ۴۔ سی پی ۱۴۔ نواں نگر ۱۰۰۔ مانگرول ۲

بذریعہ چودہری ظفر اللہ خانصاحب ۵۹۶

برما ۲۴۔ عراق ۲۔ فلسطین ۸۔ جاوا سماٹرا ۴ یہ کل تعداد ۲۹۰۹ ہے۔ اسے دیکھ کر دوست اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ جماعت نے زیادہ کوشش نہیں کی۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جماعت میں ہی یہ تمام بک کر کم سے کم ۳۔۴ ہزار کا مطالبہ اور ہوتا۔ مگر ہوا یہ کہ قریباً ۲۴۰۰ جماعت میں فروخت ہوئی۔ اور باقی پانچ سو دوسروں نے لی۔ مجھے امید ہے کہ

آئندہ جماعت ایسی غفلت نہ کریگی

جن جماعتوں نے اب بالکل کوشش نہیں کی وہ آئندہ کوشش کریں گی۔ اور جنہوں نے کوشش کی ہے۔ وہ اور آئندہ زیادہ کوشش کریں گی۔ جماعت لاہور۔ دہلی۔ سیالکوٹ پشاور لکھنؤ۔ بھاگلپور۔ بنارس۔ شاہجہانپور علی گڑھ مراد آباد۔ سہارنپور کی جماعتوں پر بڑی ذمہ داری ہے۔ اور اگر یہ صحیح طور پر کام کریں۔ تو اشاعت بہت ہو سکتی ہے۔ جب اسے چھپوانے لگے تو بعض دوستوں نے کہا تھا۔ کہ پانچ ہزار چھپوانی چاہیئے۔ مگر میں نے اس کی اجازت نہ دی۔ اور کہا کہ پہلے تین ہزار چھپوائی جائے پھر دیکھا جائے گا۔ اب

دوسری جلد

بھی تین ہزار ہی چھپوائی جائے گی۔ طبع شدہ جلد ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ ہم نے خود باہر سے خریدی ہیں۔ اور بعض دوکاندار جن کے پاس موجود ہے۔ وہ ۸۔۹ بلکہ دس دس روپیہ میں اسے فروخت کر رہے ہیں۔ اگر دوست توجہ کرتے۔ اور یہ جلد زیادہ چھپوائی جا سکتی۔ تو لوگوں کی ضرورتیں آہستہ آہستہ پوری ہوتی رہتیں اور اگر اس کی اشاعت اچھی طرح کی جاتی تو علمی طبقہ کو سلسلہ کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ ہو جاتی۔ یہ تفسیر

ایک بہترین تحفہ

ہے۔ جو دوست دوست کو دے سکتا ہے۔ ایک بہترین تحفہ ہے جو خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو دے سکتی ہے۔ باپ بیٹے کو دے سکتا ہے۔ بھائی بہن کو دے سکتا ہے۔ یہ بہترین جہیز ہے جو لڑکیوں کو دیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اب اتنی ہے۔ کہ قریباً

دو ہزار شادیاں سال میں

ہوتی ہیں۔ اور ہر شادی پر لوگ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دو سو چار سو پانسو ہزار دو ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ کپڑے اور زیور بناتے ہیں۔ لیکن اگر تفسیر کو بھی شادی کے موقعہ پر دیا جاتا۔ تو یہ سب سے بہتر تحفہ بہتر جہیز اور بہتر بری ہوتی۔ کپڑے پھٹ جاتے ہیں۔ زیور گھس جاتے یا گم ہو جاتے ہیں مگر قرآن کریم کی تفسیر ایسا تحفہ ایسا جہیز اور ایسی بری تھی۔ جو ہمیشہ کام آنے والی ہے۔ اور اس طرح قریباً تین چار ہزار جلدیں صرف اس طرح لگ سکتی تھیں۔ مگر افسوس ہے کہ دوستوں نے

اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور اس کی اشاعت کے لئے وہ کوشش نہیں کی۔ جو چاہیئے تھی اور مجھے امید ہے کہ آئندہ ایسی کوتاہی نہ کی جائے گی۔

(۷) انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن

اب میں انگریزی ترجمہ و تفسیر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ترجمہ و تفسیر خدا تعالےٰ کے فضل سے مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اب ان کے چھپوانے کا سوال ہے۔ ہم غور کر رہے ہیں۔ کہ اسے ابھی چھپوائیں یا نہیں۔ کاغذ بے حد گراں ہے۔ بلکہ اس کا ملنا مشکل ہو رہا ہے۔ قیمت اب قریباً چار گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ جو کاغذ پہلے پانچ روپے رِم ملتا تھا۔ وہ اب بیس روپیہ میں ملتا ہے۔ اگر اب اسے چھپایا جائے۔ اور اس کا حجم مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر سے دگنا بھی ہو۔ تو چونکہ ان کی تفسیر کی قیمت پچیس روپے ہوا کرتی تھی۔

کاغذ کی گرانی

کی وجہ سے اس کی قیمت پچاس ساٹھ روپیہ سے کم نہ رکھی جا سکے گی۔ اور یہ اتنی زیادہ قیمت ہے۔ کہ اس پر تفسیر خریدنا بہتوں کے لئے مشکل ہوگا۔ پھر اس وقت انگلستان میں چھپوانے کے لئے کسی کا وہاں جانا بھی مشکل ہے۔ اور اگر ہندوستان میں چھپوایا جائے۔ تو یہاں کا چھپا ہوا یورپ میں بک نہیں سکتا۔ تجربہ کار لوگ صرف کتاب کی شکل دیکھ کر پہچان لیتے ہیں۔ کہ یہ ہندوستان میں چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اور اسے خریدنا پسند نہیں کرتے کیونکہ ہندوستان کی چھپوائی بہت ادنےٰ ہوتی ہے۔ پس یہ کام تو مکمل ہو چکا ہے۔ مگر اس کی طباعت کی راہ میں یہ دقتیں ہیں۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ اس سال

مجلس شوریٰ کے موقعہ پر

اس سوال کو پیش کیا جائے۔ کہ آیا اسے ان حالات میں چھپوایا جائے۔ یا جنگ کے اختتام تک انتظار کیا جائے۔

(۸) تفسیر کبیر کی مخالفت

تفسیر کبیر کا اثر تعلیم یافتہ طبقہ پر بہت اچھا ہے۔ اور بعض لوگ اس سے گہرے طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ اور سب سے بڑی چیز تو یہ ہے۔ کہ یہ

خدا تعالےٰ کے حضور مقبول

ہو چکی ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ دشمن نے اس کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بزرگ نے ایک کام بڑی نیک نیتی کے ساتھ کیا۔ اور وہ اس پر بہت خوش تھے۔ کہ اس کی توفیق ملی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ آپ سے ملے۔ اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے میری نیت میں ضرور کوئی خرابی تھی۔ کیونکہ میرا یہ کام خدا تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ کی تحریک تو کامیاب ہوئی ہے۔ بہت سے لوگ ممبر بھی ہو گئے ہیں۔ چندہ بھی آنے لگا ہے۔ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ مقبول نہیں ہوا۔ اس بزرگ نے جواب دیا۔ کہ خدا تعالےٰ کے ہاں کسی

نیک کام کی قبولیت کا ثبوت

یہ نہیں ہوتا۔ کہ لوگ اس میں مدد کرنے لگیں بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاں مقبول عمل وہ ہوتا ہے۔ جس کی لوگ مخالفت کریں۔ اور چونکہ میرے اس کام کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوا۔ اور اس پر وہ بہت افسردہ تھے۔ مگر پھر کچھ دنوں کے بعد ملے تو بہت خوش تھے۔ چہرہ بشاش تھا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو جیب سے ایک خط نکال کر دکھایا۔ کہ دیکھو یہ گالیوں کا خط آیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے کاموں کا مقابلہ شیطان ضرور کرتا ہے۔ اور اس کے کام کے لئے جو آدمی مقرر ہوتے ہیں وہ خواہ علماء سے ہوں یا رؤسا میں سے اور خواہ عام لوگوں میں سے وہ ضرور اپنا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ اس تفسیر پر

مولوی ثناء اللہ صاحب

نے بھی اعتراض کئے ہیں۔ اور بہت غصہ کا اظہار کیا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے تفسیر بالرائے لکھی ہے۔ اور پھر اس کے جواب کی ضرورت اس قدر محسوس کی ہے۔ کہ لکھا ہے کہ میں تفسیر کے مکمل ہونے کا انتظار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے اس وقت تک مر ہی جاؤں۔ اس لئے ابھی سے اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر دیتا ہوں۔ چنانچہ ایک رسالہ چند اعتراضات پر مبنی شائع بھی کیا ہے پیغامیوں کی طرف سے بھی اس کی مخالفت شروع ہے اور

ایک پیغامی مبلغ

نے تو یہاں تک کہہ ہے۔ کہ میں اپنی عاقبت کی درستی کے لئے اس تفسیر کا جواب لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ دشمن کو یہ تفسیر بہت چبھی ہے خصوصاً پیغامی صاحبان کے لئے تو یہ بے حد تکلیف اور اذیت کا موجب ہوئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے تفسیر کو خاص طور پر جلب زر کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ جب ضرورت ہوتی۔ تحریک شروع کر دیتے۔ کہ فلاں جگہ اتنی جلدوں کی ضرورت ہے۔ فلاں ملک میں ایک ہزار جلد بھجوائی جانی چاہیئے۔ اور اس طرح فروخت کر کے اس میں سے اپنا حصہ حاصل کر لیتے۔ اس لئے ان کو خاص طور پر دکھ ہوا ہے۔ یہ نبوت وغیرہ کے مسائل اور تقریریں کرنے کے جو سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔ یہ دراصل

تفسیر ہی کی جلن کا اظہار

ہے۔ حال ہی میں مجھے ایک دوست نے لکھا ہے۔ کہ ان کے ایک مصنف نے اپنی انجمن کو لکھا ہے۔ کہ اب کمیشن کی آمد بہت کم ہو گئی ہے۔ اس لئے یا تو ۲۴۰ سو روپیہ ماہوار رقم کا انتظام کیا جائے۔ اور یا پھر اتنی رقم مجھے قرض ہی دے دی جایا کرے گویا ان کی آمد پر اس کا اثر پڑا ہے اور اس وجہ سے وہ چیخ اٹھے ہیں۔ یہ مقابلہ جواب ان کی طرف سے شروع ہوا ہے۔ یہ دراصل تفسیر کا ہے۔ نبوت وغیرہ کا نہیں۔ بہرحال ان گالیوں سے ہم ناراض نہیں ہیں۔ کیونکہ دراصل یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ

یہ کام خدا تعالےٰ نے قبول فرما لیا

ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر کو شائع ہوئے بہت عرصہ ہو چکا۔ اور ہماری جماعت کے دوست بھی حسب ضرورت اسے خریدتے رہے ہیں۔ کئی دفعہ بعض علاقوں کے احمدیوں نے مجھ سے پوچھا۔ کہ کونسی انگریزی تفسیر خریدیں۔ تو میں نے ان کو کہا کہ سردست مولوی صاحب کی تفسیر خرید لیں۔ لیکن اب ان کی یہ حالت ہے۔ کہ ابھی

ایک ہی جلد

شائع ہوئی ہے۔ اور وہ مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہیں۔

(۹) مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے مخالفت

اسی جوش میں

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا

کہ میں اپنی جماعت کو ان کے خیالات سننے سے روکتا ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ میں بیس سال پہلے یہ جواب دے چکا ہوں کہ میں کسی کو ان کے یا کسی اور کے خیالات سننے سے نہیں روکتا۔ جب شیخ مصری کا فتنہ شروع ہوا۔ تو اس وقت بھی میں نے ایک خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ کسی کو ان کے اشتہارات وغیرہ پڑھنے سے روکنے کی ضرورت نہیں۔ جو پڑھتا ہے۔ اسے پڑھنے دو۔ ہماری جماعت کے لوگ کوئی بچے ہیں۔ جو ہم انہیں انگلیوں سے لگائے پھریں؟ اور پھر ان کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ کہ ہماری جماعت کے دوست ان کے خیالات سے ناواقف ہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ لاہور کا ایک اٹھارہ سالہ نوجوان ان کے ایسے اچھے جواب لکھ رہا ہے۔ وہ پڑھتا ہی ہے۔ تو جواب لکھتا ہے۔ ورنہ کیسے لکھ سکتا۔ اسی طرح اور دوست بھی پڑھتے ہیں۔ ان کی طرف سے ایسی باتیں محض ہماری توجہ کو دوسری طرف پھیرنے کا بہانہ ہے وہ بار بار کہتے ہیں کہ

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کی باتیں سننے سے روکتا ہوں

کل کی رپورٹ کے مطابق یہاں ۲۳ ہزار مہمان آئے ہوئے ہیں۔ اس وقت اس سے زیادہ ہونگے۔ کیونکہ بہت سے دیہات سے بھی آجاتے ہیں۔ عورتیں ان سے علاوہ ہیں۔ کل عورت مرد ملا کر تیس ہزار کے قریب مجمع ہوگا۔ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے ظاہر میں یا باطن میں کھلے لفظوں یا اشارہ میں اسے پیغامیوں کا لٹریچر پڑھنے سے روکا ہو۔ (ہر طرف سے آوازیں آئیں۔ کہ ہرگز نہیں) یہ

کتنا بڑا جھوٹ ہے

جو مولوی محمد علی صاحب نے بولا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جس کے غلط ہونے کا ہر ایک شخص کو پتہ ہے۔ میری تقریریں اور خطبے سب شائع ہوتے ہیں۔ کیا ان میں سے کوئی ایسا فقرہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں میں نے

پیغامیوں کا لٹریچر نہ پڑھنے کی ہدایت

کی ہو۔ میں تو اپنے بیوی بچوں تک کو بائبیل وغیرہ دوسرے مذاہب کی کتب پڑھنے کے لئے دیتا ہوں پھر پیغامیوں کا لٹریچر پڑھنے سے کیسے روک سکتا ہوں۔ مخالف کا لٹریچر پڑھنے سے جبکہ ایسا کرنے میں کوئی لغو یا فضول بات نہ ہو۔ تو وہی روک سکتا ہے۔ جو دوسرے کے دلائل سے خائف ہو۔ اور جو مذہب دوسرے کے دلائل سے ڈرتا ہو۔ وہ کیسا مذہب ہے۔ اور وہ کس طرح سچا ہو سکتا ہے ہم تو خدا تعالےٰ کے فضل سے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شاگرد

ہیں۔ اور کونے کا ایسا پتھر ہیں۔ کہ جو ہم پر گرے۔ وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔ اور جس پر ہم گریں گے۔ وہ بھی چکنا چور ہو جائیگا میں تو اس بات کا قائل ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ طاقت دی ہے۔ کہ جو ہمیں اپنی باتیں سنانے آئے گا۔ وہ بھی ہمارا شکار ہو جائے گا۔ اور جسے ہم اپنی سنائیں گے۔ وہ بھی ہمارا شکار ہوگا۔

پس

یہ الزام بالکل غلط ہے

کہ میں نے پیغامیوں کا لٹریچر پڑھنے سے کسی کو روکا ہو۔ میں نے کبھی کسی کو نہیں روکا۔ اور اب پھر اس اعلان کو دوہراتا ہوں کہ ہر شخص آزاد ہے۔ جو کوئی ان کا لٹریچر پڑھنا چاہے۔ بے شک پڑھے۔ بلکہ اگر اسے صداقت نظر آئے۔ تو اسے قبول کرے۔ اور اس صورت میں اس کا فرض ہے۔ کہ قبول کرے۔ سچائی ہی ہے۔ جو

انسان کی نجات کا موجب

ہو سکتی ہے۔ قیامت کے دن میں کسی کے کام نہ آسکوں گا۔ اگر دین کے معاملہ میں کوئی شخص میری خاطر صداقت کو چھوڑتا ہے تو سخت غلطی کرتا ہے۔

پس میں یہ کہہ کر بری ہوتا ہوں۔ کہ جسے جہاں صداقت نظر آئے۔ اسے قبول کرے۔ اور اگر سب لوگ بھی مجھ سے الگ ہو جائیں۔ تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اگر جو میں کہتا ہوں۔ وہ سچ نہیں تو چاہے مجھ سے اختلاف کرنا پڑے۔ سب کا فرض ہے۔ کہ سچ کو قبول کریں۔ اور یہ کہ کریں۔

خدا تعالےٰ کے حضور بری

ہوتا ہوں مجھے انسانوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی۔ تو کسی نے کہا۔ کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ میرے کان میں یہ بات پڑی۔ میری عمر اس وقت صرف انیس برس تھی۔ میں سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاش کے سرہانے پہونچا۔ اور وہاں کھڑے ہو کر خدا تعالےٰ سے اقرار کیا۔ کہ اگر ساری جماعت بھی احمدیت کو چھوڑ جائے۔ تو بھی میں اکیلا دنیا میں اس کی اشاعت کروں گا۔ اور اس کام کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ پس

مجھے انسانوں کی کوئی پرواہ نہیں

جب میں خلیفہ ہوا۔ اور یہ لوگ قادیان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت خزانہ میں صرف اٹھارہ روپے تھے۔ اور یہ حالت تھی۔ کہ اشتہار تک چھاپنے کے لئے پیسے نہ تھے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت کرے حضرت میر ناصر نواب صاحب کو۔ انہوں نے دور الضعفاء کے لئے چندہ جمع کیا ہوا تھا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ خزانہ خالی ہے۔ اور اشتہارات چھاپنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ تو وہ پانسو روپیہ لے کر میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ یہ بطور قرض لے لیں۔ اور کام شروع کریں۔ جب خدا تعالےٰ نے بھیجا تو واپس کر دیں۔ تو یہ حالت تھی۔ جب یہ لوگ چھوڑ کر گئے ہیں۔ مگر

آج خدا تعالےٰ کے فضل سے

وہی حالت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شعر میں اپنی بیان کی ہے فرمایا ہے

لفاظات الموائد کان اکلی
وصرت الیوم مطعام الاھالی

یعنی ایک زمانہ تھا۔ کہ میں دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑوں پر گزارہ کرتا تھا۔ مگر آج خدا تعالےٰ نے خاندانوں کے خاندان میرے ذریعہ پال رہا ہے۔ یہی حالت آج خدا کے فضل سے ہماری ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ ہمارے پاس اشتہار کے لئے بھی پیسے نہ تھے۔ خزانہ میں صرف ۱۸ روپے تھے۔ اور ہزاروں روپیہ کا قرض تھا۔ مگر آج

سینکڑوں خاندانوں کی پرورش

اللہ تعالےٰ کر رہا ہے۔ ہر موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے میری مدد فرمائی ہے۔ اور وہ لوگ مجھے دینے

اور ایسے ایسے لوگ میری بیعت میں داخل گئے۔ کہ اس زمانہ میں اس کی مثال اور کہیں پائی نہیں جاتی۔ پھر میں کس طرح سمجھ سکتا ہوں۔ کہ میری جماعت کے لوگوں کا مولوی محمد علی صاحب کی تقریر سننا میرے لئے خطرہ کا موجب ہوگا مجھے کوئی ایسی مثال معلوم نہیں۔ کہ

کسی کے آباء اسکی بیعت میں

شامل ہوئے ہوں۔ مگر میری والدہ۔ نانا۔ بڑے بھائی۔ ماموں سب نے میری بیعت کی ہے پھر استادوں نے کی۔ میرے وہ استاد جن سے میں قرآن کریم۔ حدیث۔ انگریزی۔ عربی پڑھتا رہا ہوں وہ میری بیعت میں شامل ہوئے۔ اور یہ کسی انسان کا کام نہیں۔ مجھ میں یہ ہمت کہاں تھی۔ کہ میں ان سب کو اپنا مرید کر سکتا اور میں یہ کب جرأت کر سکتا تھا۔ کہ دنیا کے سامنے کھڑا ہوں۔ جب کہ نہ میری کوئی تعلیم تھی۔ اور نہ لیاقت۔ جب میں پڑھتا تھا تو استاد اور طالب علم سب ہنسی اڑاتے تھے کہ یہ پڑھائی میں نہایت کمزور ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو میری بیعت میں شامل کر دیا۔ پھر جب میں خلیفہ ہوا تو سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے میرے سارے ہی آباء زندہ تھے۔ یعنی والدہ۔ نانا۔ نانی۔ ماموں خسر۔ تائی۔ بڑے بھائی اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے میری بیعت میں شامل کر دیا۔ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کو بعض لوگ تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ جب ان کی سمجھ میں بات آگئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اب اور تو کوئی روک نہیں۔ صرف شرم آتی ہے۔ کہ

چھوٹے بھائی کی بیعت

کروں۔ اور چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں ہاتھ دوں انہوں نے کہا کہ نہیں تو لاہور والوں کی جماعت میں ہی شامل ہو جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں وہاں تو میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ کڑوا گھونٹ پی لوں گا۔ آخر وہ بیعت پر آمادہ ہوئے۔ اب بتاؤ جس شخص پر

اللہ تعالیٰ کے اتنے فضل

ہوں۔ وہ کسی انسان سے کب ڈر سکتا ہے پیغامی کہتے ہیں۔ کہ رعب میں آگئے۔ مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ کون رعب میں آگیا۔ اور کس کے رعب میں آگیا۔ ماں۔ نانا۔ نانی۔ ماموں۔ خسر۔ استاد سب رعب میں آگئے۔ کیا والدہ ڈرتی تھیں۔ کہ میرا بیٹا ہے۔ اگر میں نے بیعت نہ کی تو پتہ نہیں کیا کرے گا۔ کیا نانا نانی اپنے نواسے سے ڈرتے تھے۔ کیا استاد رعب میں آگئے۔ کہ ہمارا شاگرد ہے معلوم نہیں کس کس رنگ میں ہمارے علم کی پردہ دری کرے۔ آخر سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ سب کس طرح میرے رعب میں آسکتے تھے۔ اور مجھ سے ڈرنے کی وجہ کیا ہو سکتی تھی۔ اگر ان حالات میں بھی میرا کوئی رعب تھا۔ تو پھر وہی بات تھی۔ جیسے موسےٰ علیہ السلام نے آگ کی چنگاری دیکھی۔ وہ بظاہر تو آگ نظر آتی تھی۔ مگر جس نے اس کی طرف آنکھ اٹھائی۔ اس میں

خدا کا جلوہ

اسے نظر آیا۔ اور وہ وہیں گھائل ہو گیا۔ دیکھو میں نے

ان کی خواہش

کو پورا کرنے کے لئے کتنی کوشش کی۔ انہوں نے لکھا۔ کہ میں ان کا مضمون الفضل میں شائع کرادوں۔ اور وہ میرا مضمون "پیغام صلح" میں شائع کرادیں گے۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا۔ کہ وہ میرا جواب کبھی اپنے اخبار میں شائع نہ کریں گے لیکن میں نے ان کا مضمون الفضل میں شائع کرادیا۔ پھر میں نے ان کو یہ دعوت بھی دے دی۔ کہ

جلسہ سالانہ کے سوا عام دنوں میں

وہ یہاں آکر تقریریں کرلیں۔ میں مقامی دوستوں کو جمع کردوں گا اور باہر بھی یہ اعلان کرادونگا کہ جو دوست آسکیں آجائیں۔ مگر انہوں نے اصرار شروع کر دیا۔ کہ انہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریریں کرنے دی جائیں۔ مضامین کے شائع ہونے کے متعلق اس خیال سے کہ لمبے مضامین کا اخبارات میں شائع کرنا شائد نامناسب ہو۔ میں نے یہ تجویز بھی پیش کی۔ کہ میرے اور ان کے مضامین اکٹھے شائع ہو جائیں اور لکھا کہ دو حصے خرچ کے میں دے دونگا۔ اور ایک حصہ وہ دے دیں۔ اور پھر خرچ کے مطابق کتابیں بانٹ لیں۔ لیکن اس کو بھی انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور عذر یہ کیا کہ اخبارات میں اس قدر لمبے مضامین شائع نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ میری

دوسری تجویز

کتابی صورت میں شائع کرنے کی موجود تھی۔ اگر سچ کا اظہار مقصود ہو۔ تو پھر مضمون کے لمبا اور چھوٹا ہونے کا سوال ہی کیا ہے۔ جب میں نے خرچ دو حصے دینا ہے تو کیا میں پاگل ہوں۔ کہ خواہ مخواہ طول دوں۔ اور بلا ضرورت مضمون کو لمبا کروں۔ اور اس طرح اپنا خرچ زیادہ کراؤں۔ وہ کہتے ہیں۔

مضامین کے الفاظ کی تعداد

معین ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر اتنے الفاظ کے استعمال سے صداقت پوری طرح ظاہر نہ ہو سکے تو پھر فائدہ کیا؟ مقصد تو صداقت کا اظہار کرنا ہے۔ وہ بھی جتنے صفحات چاہیں لکھیں۔ خواہ پچاس ہزار لکھیں۔ اور میں بھی جتنے ضروری سمجھوں لکھوں۔ ان کو کیا ڈر ہے۔ اگر میرا مضمون زیادہ لمبا ہوگا۔ تو وقت اور روپیہ کا خرچ بھی تو میرا ہی بڑھے گا۔ کیونکہ میں نے دو حصے دینے ہیں۔ اور انہوں نے ایک۔ میں نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کو دعوت دی تھی۔ کہ

قادیان میں آکر لیکچر دے لیں

مگر ان کو اصرار ہے۔ کہ جلسہ کے دنوں میں ان کو موقعہ دیا جائے۔ حالانکہ جلسہ کے موقعہ پر جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ وہ ان کی تقریریں سننے کے لئے اتنا خرچ نہیں کرتے۔ اس سال جلسہ پر آنے میں بہت سی مجبوریاں تھیں۔ مگر پھر بھی سوائے آخری کونوں کی تھوڑی تھوڑی جگہ کے سب جلسہ گاہ بھری ہوئی ہے۔ حالانکہ اسے ۱½ فٹ بڑھایا گیا تھا۔ جوبلی کے موقعہ پر اسے بہت بڑھا دیا گیا تھا۔ اور امید تھی کہ شاید یہ بہت دیر تک کافی ہوگی۔ مگر اس سال پھر بڑھائی گئی۔ اور آج آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ بھی سوائے کناروں پر چند فٹ جگہ کے سب بھری ہوئی ہے۔ پس اتنی

کثیر تعداد میں

اتنا خرچ کرکے اور تکلیف اٹھا کر جو لوگ یہاں آئے ہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ میں مولوی محمد علی صاحب کو خوش کرنے کے لئے ان سب کو ان کے مقاصد سے محروم کر دیتا۔ تاہم میں نے کہہ دیا۔ کہ اگر وہ جلسہ پر ہی تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم ان کی خاطر جلسے کے دو دن بڑھا دیں گے۔ مگر یہ چونکہ ان کی خاطر بڑھائے جائیں گے۔ اس لئے ان

دو دنوں کا خرچ وہ دے دیں

مگر وہ یہ بھی نہیں مانتے۔ غرض جس رنگ میں بھی ان کے ساتھ انصاف سے سلوک کیا جا سکتا تھا میں نے کر دیا۔ اور آج پھر اس بات کو واضح کرنے کے لئے میں اسے جماعت کے پیش کرتا ہوں

اگر آپ لوگ جلسہ کے موقعہ پر ان کی تقریریں سننا چاہتے ہیں تو بتادیں میں کل کا دن انہیں دے سکتا ہوں۔ اور ابھی تار دے کر ان کو بلا لیتا ہوں

(اس پر سب احباب نے متفقہ طور پر کہا۔ کہ ہم ان کی کوئی بات نہیں سننا چاہتے۔) اور اگر جماعت سننا نہیں چاہتی تو ہم نے کونسا ان کا قرض دینا ہے۔ کہ ان کو ضرور موقعہ دیں۔ اور اس طرح سال میں تین دن قادیان میں گزارنے اور میری اور سلسلہ کے علماء کی تقریریں سننے کا جو موقعہ دوستوں کو ملتا ہے۔ وہ ان کی نذر کر دیں۔

مولوی محمد علی صاحب ہم سے تو یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کو تقریریں کرنے کا موقعہ دیں لیکن اپنی

وسعت قلبی

کا یہ حال ہے۔ کہ جب "الفضل" میں میرا مضمون انکے مضمون کے جواب میں شائع ہوا۔ تو میں ڈلہوزی میں تھا میں نے "الفضل" کا وہ پرچہ دے کر عزیزم خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے اور ایک اور نوجوان کو بھیجا۔ کہ جاکر مولوی صاحب کے لڑکے کو دے آئیں۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا۔ کہ میرا خیال ہے کہ وہ نہیں لے گا۔ وہ لے کر گئے۔ تو اس نے پرچہ لینے سے انکار کر دیا۔ تو اپنے بیٹے کے اخلاق تو یہ ہیں۔ کہ

اخبار کا پرچہ تک لینے سے انکار

کر دیا۔ مگر خود شور مچا رہے ہیں۔ کہ میں ان کے خیالات سننے سے اپنی جماعت کے لوگوں کو روکتا ہوں ؛

ایک اور بد اخلاقی

مولوی صاحب نے یہ دکھائی ہے۔ کہ قادیان کی جماعت کے متعلق لکھا ہے۔ کہ میں اپنے خیالات ان کو تو سنانا نہیں چاہتا بلکہ باہر کے لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ اور لکھا ہے "ان کی جماعت وہ تو نہیں جو قادیان میں ہے۔ وہ تو ان کے ملازمین اور ایسے لوگ ہیں جن

کی ضروریات ان سے وابستہ ہیں۔ جماعت تو وہ چیز ہے۔ جو اس سلسلہ کو قائم رکھنے والی ہے۔ بیرونی لوگ جو جلسہ پر آتے ہیں۔ اصلی جماعت وہ ہیں۔ یہ وہی چالاکی ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں۔

مہاجرین اور انصار کو باہم لڑانے کیلئے

منافقین کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ یہ جماعت بیوقوف ہے۔ جب میں کہونگا۔ کہ قادیان کی جماعت تو اصل جماعت نہیں۔ تو باہر والے خوش ہوں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ مولوی صاحب نے ہماری تو تعریف کر دی ہے۔ لیکن انہیں پتہ نہیں۔ کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دھوکے میں آنے والی نہیں۔ اور ہمارے دوست انہیں خوب سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را مے شناسم

یعنی تم خواہ کسی قسم کا لباس پہنکر آؤ۔ میں چال اور قد کے انداز سے سمجھ جاتا ہوں کہ کون ہو جماعت کو دھوکا لگنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر دیکھو۔ کہ

مولوی صاحب کے الفاظ

کس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے منافقین سے ملتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کے الفاظ قرآن کریم نے نقل کئے ہیں۔ اس نے کہا تھا۔ کہ لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا یعنی اے انصار۔ اصل جماعت تو تم ہو۔ تم ہی دراصل سارے کام چلاتے ہو۔ تم ان مہاجرین پر روپیہ خرچ کرنا بند کر دو۔ پھر دیکھو یہ کس طرح بھاگ جاتے ہیں۔ یہ تو اصل جماعت نہیں۔ یہ تو صرف روٹیاں کھانے والے لوگ ہیں۔ تو مولوی محمد علی صاحب کے یہ الفاظ بعینہ اس آیت کا ترجمہ ہیں۔ مولوی صاحب کے یہ الفاظ جب شائع ہوئے۔ تو

یہاں کے لوگوں نے

ان کے خلاف احتجاج کے لئے جلسہ کرنا چاہا۔ اور مجھ سے اس کے لئے اجازت طلب کی۔ مگر میں نے کہا۔ کہ ہرگز نہیں۔ یہ حملہ تم پر ہوا ہے۔ پس یہ بات وقار کے خلاف ہے کہ تم ہی اس کا جواب بھی دو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ جب ایک پر حملہ ہو۔ تو دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس وقت

باہر کی جماعتوں کے اخلاص کا تقاضا

یہ ہے۔ کہ وہ اس کا جواب دیں۔ اور تم چپ رہو۔ ہاں جب ان پر حملہ ہو۔ تو اس وقت تمہارا فرض ہے۔ کہ جواب دو۔ مجھ پر مصری پارٹی نے اعتراض کئے تھے۔ بعض لوگوں نے مجھے کہا بھی کہ آپ ان کا تفصیلی جواب دیں۔ مگر میں نے کہا۔ یہ بات وقار کے خلاف ہے کہ میں خود ہر امر کا جواب دوں۔ بعض اعتراضات ایسے ہیں۔ کہ ان کا جواب ان کے ذمہ ہے جو مجھ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ میرا کام نہیں۔ اسی طرح اس موقعہ پر میں نے یہاں کے دوستوں کو خود جواب دینے سے روکا۔ اور کہا۔ کہ یہ باہر کی جماعتوں کا کام ہے۔ کہ اس اعتراض کا جواب دیں۔ چنانچہ باہر کی بعض جماعتوں نے اس کا جواب دیا۔ اور ریزولیوشن پاس کر کے قادیان کی جماعت کی فضیلت کا اقرار کیا۔ اس سلسلہ میں

انبالہ کی جماعت اول نمبر پر

آئی۔ اس نے سب سے پہلے اپنے فرض کو محسوس کیا۔ اور تار دیا۔ کہ وہ مولوی صاحب کے اس حملہ کو بری نظر سے دیکھتے۔ اور اسکی مذمت کرتے ہیں۔

مجوکہ کے ایک دوست

کا بھی جواب "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ اور اس نے حقیقی مومنانہ جذبہ دکھایا۔ اور نہایت معقول رنگ میں جواب دیا ہے۔ اس نے لکھا۔ کہ

مولوی محمد علی صاحب اس بات پر مصر ہیں کہ میں باہر کی جماعتوں کو اپنی تقریر سنانا چاہتا ہوں۔ ان کے دل میں یہ وہم ہے۔ کہ باہر کے لوگ چونکہ عموماً ناخواندہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ قادیانی جماعت کا ساتھ چھوڑ دیں۔ مگر مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں موضع مجوکہ ضلع سرگودھا کا رہنے والا ہوں۔ اس علاقہ کی جماعتیں آپ کے عقیدہ سے خوب واقف ہیں۔ میں ان جماعتوں کے متعلق قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر سورج بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہونے لگے تو بھی وہ ہرگز ہرگز حضرت امیر المومنین کا پاک دامن چھوڑنے والی نہیں۔ یہ جواب ہے تو بہت سادہ۔ مگر ایمان کا نہایت عمدہ مظاہرہ ہے۔

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

مالابار

جناب مولوی عبداللہ صاحب پینگاڑی (مالابار) سے ارقام فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ ۲۳ تا ۳۰ نبوت (نومبر) ۱۳۲۰ ہش میں ۳ لیکچر عقیدہ توحید الٰہی پر اور ایک لیکچر خلافت کے متعلق دئے گئے۔ چار مقامات کا دورہ کیا۔ دس آدمیوں کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ الفضل کا ترجمہ ملیالم میں کر کے تربیتی درس دئے گئے۔ ۸۲ میل کا سفر بذریعہ ریل کیا گیا۔

لائل پور

جناب مولوی عبدالقادر صاحب لائل پور سے فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ یکم تا ۸ ر فتح ۱۳۲۰ ہش میں شیخ حسین بخش صاحب پٹواری چک ۳۸۸ کے ساتھ دورہ کیا گیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں احمدی احباب کو نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ پٹواری صاحب کے گاؤں کے چند تعلیم یافتہ اصحاب کو تبلیغ کی گئی۔ اعتراضات کے جواب دئے گئے۔ نیز اطراف کے دیہات میں تبلیغ کی گئی۔ ۲ لیکچر ہوئے۔ تقریباً ۶۰ آدمی کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ۲ تربیتی درس ہوئے۔ ۸۰ میل کا سفر کیا گیا۔ دو مضمون لکھے گئے۔ کتب سلسلہ کا مطالعہ جاری رہا۔ الفضل کی خریداری کی تحریک کی گئی۔ چندہ تحریک جدید کے بارے میں تاکید کی گئی۔ تعلیم و تربیت کا کام کیا گیا عرصہ ۹ تا ۱۵ ر فتح (دسمبر) ۱۳۲۰ ہش میں ایک لیکچر دیا گیا۔ ۱۵ آدمیوں کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ۶ درس قرآن و حدیث کے دئے گئے۔ مناظرہ لائل پور کی تفصیل لکھی۔ نیز ایک مضمون خلافت و انجمن کے موضوع پر۔ چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق تحریک کی۔

انبالہ

جناب مولوی محمد حسین صاحب انبالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ ۹ تا ۱۵ ر فتح ۱۳۲۰ ہش میں لاہوریوں کے ٹریکٹ دیکھے گئے۔ احمدی جماعت کو لاہوریوں کی غلطی اور غلط بیانیوں سے آگاہ کیا گیا۔ ۲ مناظرات کئے۔ ایک صداقت مسیح موعودؑ پر اور ایک وفاتِ مسیح پر۔ ۵۱ نفوس کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ دو مقامات کا دورہ کیا۔ بارہ میل پیدل سفر کیا حدیث مشکوٰۃ۔ اخبارات سلسلہ اور لاہوری ٹریکٹوں کا مطالعہ کیا۔ چندوں کی تحریک کی اور تربیت کا کام کیا۔

سرحد

جناب مولوی چراغ الدین صاحب سرحد سے فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ ۸ تا ۱۵ ر فتح ۱۳۲۰ ہش میں ایک اہل حدیث مولوی سے لانبی بعدی پر دو گھنٹہ تبادلہ خیالات رہا۔ دو لیکچر ہوئے۔ ایک "موجودہ جنگ قرآن کریم کی روشنی میں" دوسرا "جماعت احمدیہ کی ترقی کا راز" چار مقامات کا دورہ کیا۔ چودہ میل سفر کیا۔ پندرہ آدمیوں کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ سات درس قرآن کریم اور سات تذکرہ و مشکوٰۃ سے دئے گئے۔ تفسیر خازن و میزان شعرانی کا مطالعہ رہا۔ ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ و تحریک جدید کے متعلق تحریک کی گئی۔ نظارت تعلیم و تربیت سے تعاون کیا۔

فیروز پور

جناب مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی فیروز پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ ۲ تا ۱۴ ر فتح ۱۳۲۰ ہش میں ۲ اشخاص سے تبادلہ خیالات ہوا۔ آٹھ لیکچر دئے۔ پانچ مقامات کا دورہ کیا۔ گیارہ میل پیدل ۲۴ میل سائیکل ۴۷ میل ریل سے سفر کیا۔ کل ۸۲ میل سفر ہوا۔ آٹھ آدمیوں کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ایک آدمی نے بیعت کی۔ مسئلہ جنازہ کی حقیقت کفر و اسلام کا مطالعہ کر کے نوٹ لکھے۔ لجنہ اماء اللہ کو نمائش میں حصہ لینے کی۔ اور خدام الاحمدیہ کو تبلیغ کی تحریک کی۔ جملہ نظارتوں کو رپورٹیں بھجوائیں۔

جناب مولانا صوفی غلام رسول صاحب راجیکی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ یکم فتح تا ۱۵ ر فتح میں ایک مناظرہ ہوا۔ چار لیکچر دئے گئے۔ پانچ مقامات کا دورہ کیا۔ تین سو میل کا سفر ہوا۔ چوبیس اشخاص کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ اور ۳۴ تربیتی درس دئے گئے۔ کتب سلسلہ کا مطالعہ جاری رہا۔

تحریک جدید اور دیگر مطالبات کے پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نظارت بیت المال۔ تعلیم و تربیت و امور عامہ سے تعاون کیا گیا۔

مہتمم نشر و اشاعت

تحریک جدید کا چندہ ایسے "تبلیغی مرکزی فنڈ" کا چندہ ہے، جس سے قیامت تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہیگی

"تحریک جدید سال ہشتم" میں تحریک جدید کے چندہ کی قربانی کا مطالبہ کم سے کم ایک ماہ کی آمد ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا "تحریک جدید سال ہشتم کی مالی قربانیوں" کے بارے میں حقائق و معارف سے بھرا ہوا خطبہ اخبار الفضل ۱۴ر جنوری میں شائع ہو چکا۔ اور تحریک جدید کی طرف سے الگ بھی بھیجا جا رہا ہے۔ چاہیئے۔ کہ ہر جگہ ۱۶ر جنوری کو جمعہ کے دن یہی خطبہ اصل الفاظ میں سنایا جائے۔ اور اچھی طرح سے خطیب صاحبان خطبہ کی غرض و غایت بار بار دہرا کر احباب کے دل میں بٹھا دیں۔ تا غرض سمجھ لینے کے بعد مجاہدین تحریک جدید فوری توجہ کر کے اپنے وعدوں میں نمایاں اور غیر معمولی اضافہ کریں۔ گو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تحریک جدید کی اہمیت بارہا بیان فرما چکے ہیں۔ مگر احباب کے سبق کی طرح یاد کرانے کیلئے اس کا دہرانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے ذیل میں دو فقرے اہمیت کے بارے میں دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کیساتھ تحریک جدید کے حقیقی قربانی کے مطالبے کو بھی دیا جاتا ہے۔ تا دوستوں کو یاد ہو جائے۔ کہ حضور اپنے مخلصین سے کس قربانی کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ اسکے پیش نظر وہ دل کھول کر حقیقی قربانی کا ثبوت اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ فرمایا:-

نیتوں کی درستی عظیم الشان برکت پیدا کر دیتی ہے

(۱) "اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اگر ہماری جماعت کے تمام افراد اپنی نیتوں کو درست کریں۔ اور نیتوں کو درست کرانے کے بعد تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لیں۔ تو افراد کی نیتوں کی درستی ہماری جماعتی نیت میں [illegible] برکت پیدا کر سکتی ہے۔ اور ہماری حقیر کوششوں کے بہت بڑے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جماعت کیا ہے افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور جماعتی لحاظ سے ہم نے یہ نیت کی ہوئی ہے۔ کہ ہم تحریک جدید کے چندہ سے

تبلیغ اسلام کا ایک مرکزی فنڈ

قائم کریں گے جس کے نتیجہ میں ایک دن ہماری تبلیغ خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا تک پہنچ جائیگی۔ اور احمدیت تمام عالم پر چھا جائیگی۔ یہ نیت ہے جو تحریک جدید کے چندے کے متعلق جماعتی رنگ میں ہم رکھتے ہیں۔ اگر اس تحریک میں حصہ لینے والے دوست اپنی نیتوں کو درست کریں۔ تو چونکہ جماعت افراد کے مجموعہ کا نام ہی ہوتا ہے۔ اس لئے افراد کی نیتوں کی درستی ہماری جماعتی نیت کو بھی درست کر دیگی۔ اور اس میں ایسی برکت پیدا ہو جائیگی۔ کہ جلد سے جلد اس کے شیریں ثمرات پیدا ہونے شروع ہو جائینگے۔"

(۲) "اس تحریک کے دس سالوں میں سے سات سال گذر چکے ہیں۔ اور اب صرف تین سال باقی رہ گئے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ہماری آئندہ نسلوں کو اس تحریک کے ماتحت کام کرنے کا کس حد تک موقعہ ملیگا۔ لیکن یہ تو ظاہر ہی ہے۔ کہ ہماری نیت اس روپیہ سے ایسا فنڈ قائم کرنیکی ہے جس سے قیامت تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہے۔ اور قیامت تک مسلمان ہونے والوں اور احمدیت میں داخل ہونے والوں کا ثواب اس تحریک میں شامل ہونے والوں کو ملتا رہے۔ کیونکہ یہ روپیہ ایک مرکزی تبلیغی فنڈ پر خرچ ہوگا۔ اور اس فنڈ کے قیام میں جن لوگوں کا حصہ ہوگا۔ یقیناً ان سبکو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ثواب عطا فرماتا رہیگا۔ یہ اتنے بڑے فخر کی بات ہے کہ اگر ہماری جماعت کے احباب اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تو اپنی قربانیاں ان کو حقیر نظر آنے لگیں۔

کمروں کو کس لو

(۱) "پس میں جماعت کے دوستوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی نیتوں کو درست کرو۔ اپنے ارادوں کو نیک بناؤ اور اپنی کمروں کو کس لو۔ کیونکہ اب تحریک جدید کا ایک لمبا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور بہت تھوڑا باقی ہے"۔

آمد اور ان کی قربانی کا نقشہ پیش کریں

(۲) "جو جماعتیں اپنی چندوں کی لسٹیں بھجوا چکی ہیں۔ ان کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی لسٹوں پر نظر ثانی کریں۔ اور جن دوستوں نے اپنی طاقت سے کم قربانی کی ہے۔ ان کے پاس ایک دفعہ پھر جائیں اور ان کے سامنے ان کی آمد اور ان کی قربانی کا نقشہ پیش کر کے کوشش کریں کہ وہ پھر اپنے وعدوں پر غور کریں اور اپنے چندوں میں اضافہ کریں۔

(۳) جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک چندوں کی فہرستیں نہیں آئیں۔ یا وہ افراد جنہوں نے ابھی تک وعدے نہیں لکھوائے۔ ایسے لوگ ہماری جماعت میں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ان کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ۳۱ر جنوری آخری تاریخ ہے۔ چونکہ ۳۱ر جنوری کی شام تک کا وعدہ ہم قبول کر لیا کرتے ہیں۔ اور کئی مقامات ایسے ہیں۔ جہاں سے شام کو ڈاک روانہ نہیں ہوتی۔ اسلئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جس خط پر یکم فروری کی مہر ہوگی۔ اسے بھی ۳۱ر جنوری تک کے وعدوں کے اندر شمار کر لیا جائیگا۔"

مطالبہ کے مطابق قربانی کریں

(۴) اسی طرح ہماری جماعت کے سینکڑوں افراد ایسے ہیں جو براہ راست چندے بھجواتے ہیں۔ انکو بھی میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جن افراد نے اپنی حیثیت کے مطابق قربانی نہیں کی ہے۔ یا کچھ چندہ تو دیدیا ہے۔ مگر وہ کسی صورت میں ان کی قربانی نہیں کہلا سکتا۔ وہ بھی اپنے وعدوں پر نظر ثانی کریں۔ اور "مطالبہ کے مطابق قربانی کریں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ "مطالبہ کیمطابق قربانی کریں" چاہتا ہے۔ کہ اسجگہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ہی تحریک جدید سال ہشتم کی حقیقی قربانی کا مطالبہ لکھ دیا جائے اس لئے ذیل میں وہ بھی دیا جاتا ہے۔ فرمایا:-

"درحقیقت وہی لوگ قربانی کرنے والے ہیں۔ جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں۔ لیکن اگر کوئی شخص سو یا ڈیڑھ سو (علی ہذا القیاس اس سے زیادہ تنخواہ پانے والے) روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہو۔ اور وہ پانچ روپیہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں دیدے۔ تو کسطرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے ایسی قربانی کی ہے جس کے بوجھ کو اس نے محسوس کیا ہے۔ اس کے معنے تو یہی ہیں کہ وہ سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار لے کر سات آنہ ماہوار کی قربانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے زیادہ وہ اپنی چوڑھی کو دیدیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا چوڑھا بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا دھوبی بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی وہ سمجھتا ہے کہ

"اخبار پانی کا رنگ رکھتے ہیں اس لئے انکا مطالعہ ضروری ہے"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب جماعت کو اخبارات سلسلہ کی اشاعت کی طرف توجہ کرنیکا ارشاد فرماتے ہوئے "الفضل" کے متعلق اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ اس کے کم سے کم پانچ چھ ہزار خریدار ہونے چاہئیں۔

ہم ان تمام احمدی احباب کو جو الفضل خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ مگر اسے نہیں خریدتے حضور کا یہ ارشاد یاد دلاتے ہوئے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ الفضل کی خریداری قبول فرما کر اپنے امام کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

الفضل کا خریدنا اور اسے پڑھنا کسقدر ضروری ہے۔ اسکا اندازہ آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ سے فرما سکتے ہیں۔ فرمایا:- "لوگ غیر ضروری باتوں پر روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ امراء کے گھروں میں بیسیوں چیزیں ایسی رکھی رہتی ہیں۔ جو کسی کام نہیں آتیں۔ مگر لوگ ان پر اس لئے روپے خرچ کرتے ہیں۔ کہ کبھی کسی مہمان کے آنے پر اس کے سامنے لائی جائے۔ تو وہ دیکھ کر کہے۔ کہ اچھا خانصاحب آپکے پاس یہ چیز بھی موجود ہے۔ بس اتنی سی بات سنکر انکا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ پچاس روپے کی رقم جو اس پر خرچ ہوتی ہے۔ گویا اس طرح وصول ہو جاتی ہے۔ تو ایسی غیر ضروری چیزوں پر تو لوگ روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی باتوں پر نہیں کرتے۔ ان کے متعلق کہدیتے ہیں۔ کہ وہ دہرائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اخبارات نہ صرف انکے فائدہ کی چیز ہیں۔ بلکہ ان کی اولادوں کیلئے بھی ضروری ہیں۔"

روزانہ الفضل کا سالانہ چندہ پندرہ روپے ہے
اور الفضل کے خطبہ نمبر کا سالانہ چندہ اڑھائی روپے ہے

مینجر الفضل قادیان

اس کا نام خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں میں لکھا ہونا چاہیئے جنہوں نے اس کا قرب حاصل کیا جن پر اس کے غیر معمولی فضل نازل ہونگے۔"

تو یہ ایک بڑی غلطی ہے۔ جو بعض دوستوں کو لگی ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے پہلے سال کا چندہ اپنی استطاعت سے بہت کم دیکر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ رعایت صرف ان لوگوں کیلئے تھی۔ جنہوں نے پہلے تین سالوں میں بہت زیادہ دیدیا تھا۔ اور اب ان کے لئے اس نسبت سے مسلسل دس سال تک قربانی کرتے چلے جانا مشکل تھا۔ پس ایسے لوگ جنہوں نے تمام کی تمام پونجی پہلے سال یا ابتدائی تین سالوں میں دیدی تھی۔ یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھکر چندہ دیدیا تھا۔ ان کو آئندہ اس تحریک میں شامل رکھنے کے واسطے ضروری تھا۔ کہ ان سے رعائیتیں کی جائیں۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ مگر اس سے ان لوگوں کا فائدہ اٹھالینا جو اپنی حیثیت اور اپنی مالی وسعت کے مقابلہ میں بہت کم قربانی کر رہے ہیں۔ یہ انسانوں کی نگاہ میں تو اچھا بن جانے والی بات ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں اچھا نہیں بنا سکتی۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس چندہ میں حصہ لینے والے وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ایک سال میں دو دو ماہ کی آمد دیدی تھی اسی طرح ایسے لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے اپنا تمام اندوختہ دیدیا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ میں نے یہ رعایت کر دی تھی۔ کہ چونکہ وہ سارا اندوختہ دے چکے ہیں۔ یا اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر مالی قربانی کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کے چندوں کو یا تو باقی سالوں میں پھیلا لیا جائے۔ اور یا پھر پہلے سال انہوں نے جس قدر چندہ دیا تھا۔ اسی قدر چوتھے سال دیدیں۔ اور پھر ہر سال اس پر زیادتی کرتے چلے جائیں۔

مگر ان کے علاوہ ہماری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی ہیں جو قریباً دو ماہ کی آمد کے برابر میں چندہ دیتے ہیں۔

اسی طرح بعض اپنی ماہوار آمد کا نوے فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا اسی فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی ماہوار آمد کا ستر فی صدی چندہ دیتے ہیں بعض اپنی ماہوار آمد کا ساٹھ فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ اور بعض اپنی ماہوار آمد کا پچاس فیصدی چندہ دیتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے صرف پانچ روپے دے کر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ وہ السابقون میں شامل ہوگئے ہیں۔"

پس حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس واضح ارشاد سے سمجھ لیں۔ کہ ان سے حضور یہ مطالبہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی ماہوار آمد کی نسبت کا معیار سامنے رکھ کر اپنی قربانی کا محاسبہ کریں۔ اور جن کے چندوں میں ان کی ماہوار آمد کی نسبت سے کمی ہے۔ اس کا ازالہ کر کے حقیقی قربانی کرنے والے مجاہدین میں مل جائیں۔ کم سے کم ہر مجاہد کو اپنی ایک ماہ کی آمد کے برابر کوشش کر کے چندہ دینا چاہیئے۔

پس ہر شخص جو حضور کے اس خطبہ کو پڑھے یا سنے۔ اپنی ماہوار آمد کا موازنہ کر کے اپنی قربانی کا جائزہ لے اور پھر جو کمی ہو۔ سال ہشتم کا وعدہ کرنے میں نمایاں اور غیر معمولی اضافہ کر کے اس کمی کا ازالہ کرے۔

اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سنگاپور - ۱۴ جنوری - مغربی ملایا میں ہماری فوجیں اور پیچھے ہٹ رہی ہیں - اور پلوں اور ہر قسم کی کارآمد چیزوں کو برباد کرتی جارہی ہیں محکمہ رائل انجینئرنگ کے آدمی نہایت مستعدی سے اس کام کو کر رہے ہیں - ایک پل کو اڑاتے وقت دشمن کے ہوائی جہازوں نے ان پر بم باری کی - اور مشین گنوں سے گولیاں چلائیں مگر وہ برابر اپنا کام کرتے رہے - اور پل تباہ کر دیا - سنگاپور پر سوموار کو جو ہوائی حملہ ہوا تھا - اس میں صرف چودہ آدمی گھائل ہوئے - اور کوئی نقصان نہیں ہوا - اب جاپانی ہوائی جہازوں کو سنگاپور پر حملے کرتے ہیں - کیونکہ انہیں قریب ہی اڈے مل گئے ہیں -

لنڈن - ۱۴ جنوری - کوالالمپور پر جاپانی قبضہ کی سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی ہے برطانی فوجوں نے اسے خالی کرتے وقت کام کی ہر چیز تباہ کر دی - وہاں جو ہندوستانی تھے - ان کے متعلق ابھی کوئی خبر نہیں ملی -

بٹاویہ - ۱۳ جنوری - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جزیرہ تارکان میں گھری ہوئی ڈچ فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں - وہاں سے ریڈیو کا سلسلہ پہلے ہی کٹ گیا تھا - وہاں کی محصور فوج کی ایک چھوٹی سی پارٹی سمندر کے رستہ بورنیو پہنچ جانے میں کامیاب ہوگئی ہے -

پشاور ۱۳ جنوری - شدید برف باری کی وجہ سے ہندوستان اور کابل کے درمیان آمد و رفت اور نامہ و پیام کا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے - برف باری کی وجہ سے بہت سے اشخاص ہلاک و زخمی ہوئے ہیں -

قاہرہ - ۱۳ جنوری - لیبیا میں برطانی فوجوں نے سولم کی ایک چوکی پر قبضہ کر لیا ہے اور دشمن کے تین سو سپاہی جن میں سے نصف جرمن ہیں - گرفتار کر لئے ہیں -

واردھا - ۱۴ جنوری - مولانا ابوالکلام آزاد نے آج ایک بیان میں کہا کہ کانگرس کا اجلاس منعقد ہونے کا کوئی امکان نہیں کانگرس ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے کوئی خاص جماعت نہیں بنائیگی - کانگرسی اے، آر، پی میں شامل نہیں ہوں گے - تاہم مصیبت کے وقت عوام کی امداد کی انہیں ہدایت کر دی جائے گی -

مدراس - ۱۴ جنوری - گورنر مدراس نے آج ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا - کہ اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ جاپانی فوجیں ہندوستان پر اتر سکیں زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ دشمن کا کوئی جہاز خلیج بنگال میں داخل ہو کر کلکتہ یا مدراس پر حملے کرے - یا اکے دکے ہوائی حملے ہوں یہ بالکل غلط ہے - کہ حکومت مدراس کے دفاتر یہاں سے منتقل کر دئے گئے ہیں

ڈبلن ۱۳ جنوری - مسٹر ڈی ولیرا نے آج یہ اعلان کیا - کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں - کہ میں نے کسی ملک سے کوئی خفیہ معاہدہ کیا ہے - یا میں کسی اور ملک میں گیا تھا - ہم اس اصول پر قائم ہیں کہ جبتک ہم پر حملہ نہ ہوگا - ہم جنگ میں شامل نہ ہوں گے -

رنگون ۱۳ جنوری - برما ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے - کہ برمی اخبارات اس پر بہت بگڑ رہے ہیں کہ برما میں بعض لوگ جاپانیوں کو ہوائی حملوں کے وقت ان کو روشنی کے گولے پھینک کر مدد دیتے ہیں - مگر سرکاری حلقوں کی رائے ہے کہ شاید یہ صحیح نہیں - تاہم برما کے متعدد شہروں میں دشمن کے ففتھ کالم کی سرگرمیاں دیکھنے میں آئی ہیں - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص ملک اور قوم کے خلاف غداری کرتا ہوا گرفتار ہوگا - تو اُسے سخت سزا دی جائیگی -

دہلی - ۱۴ جنوری - آل انڈیا نیوز ایڈیٹرز کانفرنس نے اعلان کیا ہے کہ محکمہ ڈیفنس نے اخباری کاغذ کے بہت بڑے ذخائر پر قبضہ کر کے کاغذ کے حاصل کرنے میں مزید مشکلات پیدا کر دی ہیں - ادھر بحرالکاہل کی جنگ اور جہازوں کی کمی سے درآمد میں بھی بہت کمی ہو گئی ہے اس سلسلہ میں سنٹرل پریس ایڈوائزری کمیٹی کے ممبر کامرس ممبر سے ملاقات کرنے والے ہیں - اخبارات اگر اس سلسلہ میں کوئی مدد کرنا چاہیں - تو انہیں اطلاع دیدیں -

قاہرہ - ۱۳ جنوری - حکومت مصر نے ایک اعلان کے ذریعہ روئی کی کاشت پر پابندیاں عائد کر دی ہیں - اس طرح جو زمین بچے گی اسمیں اناج کی کاشت کیجائیگی -

رنگون ۱۳ جنوری - آج صبح فضائی خطرہ کا الارم ہوا - مگر شہر پر کوئی بم نہیں گرا - برطانی طیاروں نے تھائی لینڈ میں دشمن کے ایک اڈے پر بم باری کی - نیز ایک ریلوے سٹیشن پر حملہ کیا -

انقرہ - ۱۳ جنوری - ترکش ریڈیو پر ایک پیغام براڈکاسٹ کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا - آئندہ چند سال ہمارے عزم کے امتحان کے سال ہیں - اور مجھے امید ہے کہ میری قوم اس امتحان میں پورا اُترے گی - زندگی اور عزت خریدی نہیں جاتی - پیدا کی جاتی ہے - ان کی حفاظت کرو - اور زندگی کو زندگی پر قربان کرنیکا تہیہ کر لو اور ترکی کی حفاظت کے لئے سر بکف ہو جاؤ -

لنڈن ۱۴ جنوری - معلوم ہوا ہے کہ جرمنی اور اٹلی ایک مشترکہ کمانڈ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - اور اس کے بعد مالٹا پر حملہ کی کوشش کریں گے -

سنگاپور ۱۴ جنوری - ایک سرکاری اعلان میں میدانی لڑائیوں کے بارہ میں کوئی اطلاع نہیں - صرف ہوائی لڑائیوں کا ذکر ہے - کل سنگاپور پر جو ہوائی حملہ ہوا - اس میں دشمن کے پچاس بھاری بمباروں کے علاوہ بیس سمندری شکاری طیارے بھی شامل تھے - ان میں سے ایک کو گرا لیا گیا - اور تین اور کے متعلق بھی امکان ہے - کہ تباہ ہو گئے ہوں - اس حملہ میں ۵۵ آدمی ہلاک یا مجروح ہوئے - آج سویرے بھی ہوائی حملہ کا الارم ہوا مگر کسی حملہ کی خبر نہیں آئی -

چنکنگ ۱۴ جنوری - چینی فوجیں شمالی ہونان کے علاقہ میں جاپانیوں پر زور کے حملے کر رہی ہیں -

دہلی - ۱۴ جنوری - حکومت ہند نے اعلان کیا ہے - کہ رنگون پر ہوائی حملوں میں جو ہندوستانی زخمی یا ہلاک ہوئے ہیں ان میں سے بعض کے متعلق اب اطلاع مل رہی ہے - اور اُن کے رشتہ داروں کو فرداً فرداً اطلاع دی جارہی ہے - برما میں حکومت ہند کے ایجنٹ نے ہندوستانیوں کی امداد کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے - جس کے اجلاس ہفتہ میں دو بار ہوتے ہیں -

ماسکو ۱۴ جنوری - روسی فوجیں یوکرین کے مشہور صنعتی شہر خارکوف سے اب صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہیں - اور پل کی طرف بھی وہ بڑھ رہی ہیں - موجائسک پر بھی دباؤ بڑھ گیا ہے - ایک جرمن اخبار نے لکھا ہے کہ روسی ہمارے لیڈروں کی اُمیدوں کے خلاف بہت زبردست نکلے -

واشنگٹن ۱۴ جنوری - امریکہ کے وزیر خارجہ نے ایک بیان میں کہا کہ کل سے یونائیٹڈ سٹیٹس کے نمائندوں کی کانفرنس ہو رہی ہے - انٹرنیشنل معاملات کو سلجھانے کے لئے تمام ریاستوں میں اتحاد ضروری ہے -

واردھا - ۱۴ جنوری - آج کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جلسہ پھر ہوا - اور بعض ضروری باتوں پر غور و خوض کیا گیا -

سنگاپور ۱۳ جنوری - ریڈیو پر کہا گیا ہے - کہ چینی اندازہ کے مطابق چنگشا کی لڑائی میں پچاس ہزار جاپانی مارے گئے اور نو ہزار گرفتار ہوئے ہیں - قیدیوں میں بعض بڑے بڑے افسر بھی ہیں - چنگشا کی فتح کی خوشی میں چین میں جشن منائے جا رہے ہیں - اور مظاہرے کئے جا رہے ہیں -

سٹاک ہالم ۱۳ جنوری - تمام جرمن ریڈیو سٹیشنوں پر اور اخبارات میں جرمنوں اور جرمنی کے مقبوضہ ممالک کے لوگوں سے یہ اپیلیں کی جارہی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جرمن سپاہیوں کیلئے گرم کپڑے مہیا کریں - ان اپیلوں کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا - اب پولیس اور گسٹاپو کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جہاں کسی کو گرم لباس میں دیکھیں اسے اُتروالیں - کہا جاتا ہے کہ رومانیہ اور بلغاریہ وغیرہ میں سر بازار یہودی عورتوں کے گرم کپڑے اتروا لئے گئے - بلکہ لوگوں کے گھروں کی تلاشیاں لے کر گرم کپڑے حاصل کئے جا رہے ہیں ⁂

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا - اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر - غلام نبی